اہل کتاب کے حقوق و تعلقات کی نوعیت
قرآن حکیم کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

THE NATURE OF RIGHTS AND RELATIONS WITH PEOPLE OF THE BOOK.
AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF QURAN

Hafiz Mohsin Zia Qazi *, Dr. Syed Abdul Ghaffar Bukhari **

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com ||
P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 4, No. 2 || July -December 2018 || P. 45-61

DOI: 10.29370/siarj/issue7ar3

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue7ar3

License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0

ABSTRACT:
The Quran addresses the lesson of peace to the Muslims and People of the Book. Theory of Quran is based on love, sacrifice, ethics and peace. The People of the Book who spend their lives in the light of Quranic theory, they are softer heartened, worthy of trust and fair. They also shear respect, friendship, love and happiness in their surroundings. They could never extremist, killer and mischief. Today the world converts in singularity. The science & technology linked the entire world in a universal community. Widening the circle of international relationships is a reason to increasing the need of every religion to taking care of each other specially the People of the Book, because the international relationships and politics are the key reason to enclose all countries to each other. Although the concepts and theories of human rights, collective justice and patience about international relationships offered by the Holy Prophet ﷺ 1400 years ago needs to sort out those on universal level in this era.

---

* Coordinator Seerat Chair Pak Turk Schools& H/8 Islamabad, PhD research Scholar Islamic Studies, NUML, Islamabad, Pakistan.

Email: zia3840@gmail.com

ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7087-2902

** Associate Professor, Chairman, Islamic, NUML, Islamabad, Pakistan. Email: sagbukhari@numl.edu.pk

Prophet ﷺ has neighborhood with People of the Book and Prophet ﷺ always stays good in luck with them. Prophet ﷺ exchanges gifts with them and accept their invitations also-Today the reason of this presentation is based on these problems in which the introduction of People of the Book, their history, their discussion in Quran, Islamic instructions about them and protection of their social and financial rights according to Islam also discussed about their religious freedom in this article. Especially in this era here are many suggestions are discussed about to make relations better with People of the Book.

Keywords: People of Book, Light of Quran, Nature of Rights, Analytical Study, relations with Ahle kitaab,

کلیدی الفاظ: اہل کتاب، قرآن کی روشنی میں، بنیادی حقوق، تجزیاتی مطالعہ، اہل کتاب کے ساتھ تعلقات

تعارف:

قرآن حکیم کے نظریات کی بنیاد اخلاقیات، محبت، رحمدلی، عجزوانکساری، ایثاروقربانی، رواداری اور امن وسلامتی پر ہے۔اہل ایمان جو قرآنی نظریات کی روشنی میں زندگی گزارتے ہیں، وہ نرم دل، عفودرگزر اور تدبر کرنے والے، منکسرالمزاج اور حیادار، عادل اور قابل بھروسہ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اردگرد محبت، احترام، دوستی اور خوشیاں بانٹنے والے ہوتے ہیں نہ کہ وہ شدت پسند، فسادی، قتل وخونریزی کرنے والے ہوتے ہیں کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں اور اہل کتاب کو امن عالم کا درس دیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ[1]

یعنی اے اہل کتاب، دین کے معاملہ میں غلو(شدت پسندی) اختیار نہ کرو۔

لہٰذا جو مذہب خود انتہاپسندی، شدت پسندی، تخریب کاری، نفرت اور قتل وغارت گری سے روکتا ہو، وہ اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں سے رواداری، صبر و تحمل، احترام انسانیت، حرمت جان، امن وسلامتی کا پیغمبر اور داعی کیسے نہ ہوگا۔ قرآن حکیم ہمیں اہل کتاب سے خوشگوار تعلقات استوار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ[2]

یعنی اے اہل کتاب! ایک کلمہ(توحید) کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان قربت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم

---

[3]. Al-Quran, 4:171
4. Al-Quran, 3:164

سب ایک ہی خدا کی عبادت کریں(اور اسی کی بات مانیں)۔

اسلامی تعلیمات کے سوا بھی آج دنیا کے مسائل ایک دوسرے سے اتنے گہرے منسلک ہو چکے ہیں کہ مذاہب عالم کا باہمی طور پر تبادلہ خیال کرنا اور آپس میں رابطہ قائم رکھنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ آج دنیا ایک وحدت (Global Village) اور اکائی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی نے ساری دنیا کو ایک عالمگیر برادری میں منسلک کر دیا ہے جس طرح بین الاقوامی تعلقات کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے اسی طرح یہ ضرورت بھی بڑھتی جا رہی ہے کہ مذاہب ایک دوسرے کا خیال رکھیں خاص کر اہل کتاب کیونکہ بین الاقوامی تعلقات اور سیاست نے دنیا کے تمام ممالک کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے، لیکن ان میں عدم برداشت، نظریاتی و جغرافیائی اختلافات نے قربتوں کو نفرتوں اور دشمنی میں بدل دیا ہے۔ جس سے انسانی دنیا میں دوریوں کے احساس بڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق، اجتماعی عدل، تحمل و برداشت اور بین الاقوامی تعلقات میں پر امن بقائے باہمی کے جو تصورات عطا کیے ہیں ان کی صداقت دور حاضر میں آفاقی سطح پر نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے اسلام کی فکری برتری اور اس کے اصولوں کا علمی غلبہ دنیا پر واضح کرنا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی زندگی و معمولات کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بہترین اسوہ قرار دیا ہے۔ اور رہتی دنیا تک آپ ﷺ کے حقوق بذریعہ وحی متعین فرما دیئے ہیں۔ ان عالمی مسائل میں سے ایک مسئلہ اہل کتاب سے تعلقات کا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے ساتھ روابط و تعلقات رکھنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اسکی نوعیت اور دائرہ کار کیا ہو سکتا ہے؟ قرآنِ کریم نے اس سلسلہ میں یہ عظیم اور اساسی اصول بیان کیا ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ برتاؤ اور لین دین میں اصل یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے میں اس وقت تک ہاتھ نہ کھینچا جائے جب تک ان کی طرف سے صریح دشمنی اور عہد شکنی کا عملی مظاہرہ نہیں ہوتا۔ کلام الٰہی کا یہ قانون محض کاغذی قانون اور پڑھنے کی حد تک نہیں ہے، بلکہ اس کے عملی نفاذ کی ایک شاندار تاریخ بھی موجود ہے۔ پیغمبر اسلام، خلفائے راشدین اور دیگر مسلم حکمرانوں سے لے کر عامۃ المسلمین تک ایسے متعدد واقعات اوراقِ تاریخ میں ملیں گے جن سے تاریخ کا چہرہ ضیاء یاب ہوا، خصوصاً رسول اللہ ﷺ کا اہل کتاب کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ ان کے ساتھ آپ ﷺ کا پڑوس رہا، آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا، آپ ﷺ ان کو تحفے تحائف دیتے اور ان کے تحفے اور دعوتیں قبول کرتے تھے آپ ﷺ ان کے مریضوں کی بیمار پرسی کرتے، ان پر صدقہ و خیرات کرتے۔ عصر حاضر کے حالات و واقعات اور وقت کی اہم ضرورت کے مدِ نظر اس

موضوع کو اختیار کیا گیا ہے اور ذیل میں سب سے پہلے ضروری ہے کہ اہل کتاب کا تعارف پیش کیا جائے۔

- **اہل کتاب کے متعلق شرعی حکم**

قرآن مجید نے جس طرح سے اہلِ کتاب کی کیفیت بیان کی ہے اس سے ان کے بارے میں درج ذیل دو احکام ملتے ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ نے جب خاتم النبیین ﷺ کو شریعت دے کر بھیجا اور آپ ﷺ سے قبل کی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں تو اب سب لوگوں پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ اہل کتاب اسلام کا تسلسل ہیں مگر آپ ﷺ کی نصرت و اعانت نہ کرنے کیوجہ سے وہ منکرین میں شامل ہیں اور ان کی تکفیر کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورہ المائدہ میں نصاریٰ کی تکفیر کا ذکر ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ [3]

یعنی بے شک ایسے لوگ (بھی) کافر ہو گئے ہیں جنھوں نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے، حالانکہ معبودِ یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اگر وہ جو کہہ رہے ہیں اس سے باز نہ آئے تو ان کافروں کو دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔

اہلِ کتاب میں سے جو ایمان نہ لائے، الہامی ادیان کو مسخ کر دیا اور انبیاء علیہم السلام کی تکفیر بھی کی ایسے لوگ کافر ہیں۔ جنھوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی کفریات سے انحراف کر گئے ایسے لوگ ایمان والے ہیں۔

۲۔ اہل کتاب کے لئے تکفیر کا حکم ہے لیکن ہم انہیں مشرکین یا دیگر کفار کے ساتھ شامل نہیں کریں گے۔ ان کے کفریہ عقائد ہونے کے باوجود یہ اہل کتاب ہی رہیں گے۔ کیونکہ ان کو یہ امتیازی درجہ خود قرآنِ مجید نے دیا ہے۔ اور ان کے یہ کفریہ عقائد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل کے ہیں اور قرآن مجید نے ان کا تذکرہ و تکفیر بھی کی ہے مگر یہود و نصاریٰ کو اہلِ کتاب کہہ کر مخاطب بھی کیا ہے۔ قرآن مجید نے اہلِ عقائد کے سارے کفریہ عقائد ذکر کئے ہیں مگر الہامی ادیان سے تعلق اور انبیاء علیہم السلام کو تسلیم کرنے کی وجہ سے ان کو اہلِ کتاب کا خطاب دیا ہے اور دیگر کفار و مشرکین چونکہ وہ اصلاً کسی نبی و رسول کو نہ مانتے تھے اور نہ ہی کسی الہامی کتاب کے ماننے والے تھے اس لئے انہیں صراحتاً کافر کہا گیا ہے۔

---

5. Al-Quran, 5:73

اہل کتاب سے اخلاقی، معاشرتی و سماجی حقوق و تعلقات

- **اہل کتاب کی عیادت کرنا**

اہلِ کتاب میں سے جب کوئی بیمار ہو یا کسی اور علت میں مبتلا ہو تو کسی رشتے، تعلق یا انسانی ہمدردی کی بناء پر اس کی عیادت کرنا یا تسلی و دلاسے کی غرض سے اس کے پاس جانا درست ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کی خدمت ایک یہودی لڑکا کیا کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ:

كان غلام يهودي يخدم النبي ﷺ، فمرض، فأتاه النبي ﷺ يعوده، فقعد عند رأسه، فقال له: «أسلم»، فنظر إلى أبيه وهو عنده فقال له: أطع أبا القاسم ﷺ، فأسلم، فخرج النبيﷺ وهو يقول: «الحمد لله الذي أنقذه من النار»[4]

یعنی ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا پس وہ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر اس سے فرمایا: تم اسلام قبول کر لو۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا: ابو القاسم ﷺ کا حکم مان لو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسے جہنم سے بچا لیا۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ عبد اللہ ابن اُبی رئیس المنافقین کی عیادت کے لئے بھی تشریف لے گئے تھے جو کہ بستر مرگ پر تھا۔ [5]عبد اللہ ابن ابی منافق تھا۔ یہ نہ اعلانیہ یہودی تھا اور نہ ہی قلبی طور پر ایمان دار تھا پھر بھی رسول اللہ ﷺ ایسے خطرناک دشمن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کی ایک حکمت تو یہ تھی کہ انسانی ہمدردی کے لئے آپ ﷺ تشریف لے گئے اور دوسرا آپ ﷺ کا اسلام کے اتنے بڑے دشمن کے ساتھ ہمدردی کا یہ سلوک دیکھ کر اس کے قبیلے کے سینکڑوں لوگ متاثر ہوئے۔

علامہ ابن قیمؒ نے اہلِ کتاب کی عیادت کے حوالے سے چند اقوال نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی ہمدردی کی بناء پر اہلِ کتاب مریض کی عیادت جائز ہے۔ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

”اثرم نے کہا، میں نے ابو عبد اللہ سے سنا ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں

---

6. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, (Bairoot: Dar ul fikar 1981), v.2,p.94
7. Ahmad b Hanbal, abu Abdullah b Muhammad, Almusnad, (Bairoot: almaktab al islami 1978), v.5, p.201

سوال کیا جارہا تھا جس کی ایک عیسائی کے ساتھ رشتہ داری تھی کہ کیا وہ اس کی عیادت کر سکتا ہے ؟ابو عبد اللہ نے جواب دیا:ہاں۔ان سے پوچھا گیا کہ وہ عیسائی ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تیمارداری میں (مذہبی) تنگ نظری آڑے نہیں آئے گی۔"[6]

مزید امام احمد ابن حنبل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"یعنی ابو مسعود اصبہانی نے کہا ہے کہ میں نے امام احمد ابن حنبل سے عیسائی رشتے داروں اور پڑوسیوں کی عیادت کے بارے میں پوچھا،تو انہوں نے فرمایا: ہاں یہ جائز ہے۔"[7]

مذکورہ بالا احادیث واحکام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہلِ کتاب رشتے دار، تعلق دار یا پڑوسی ہو تو انسانی ہمدردی کے ناطے اس کی عیادت کرنی چاہیے۔اس سے رشتہ کا حق بھی ادا ہوتا ہے اور اہلِ اسلام کے اعلیٰ اخلاق و کردار کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

- اہل کتاب سے تعزیت کرنا

اہلِ کتاب میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کے اہلِ خانہ سے تعزیت کرنا جائز ہے۔اور تعزیت کی اجازت بھی اسلام نے اس لئے دی ہے تا کہ غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا اظہار ہو اور وہ ہماری انسانی ہمدردی سے متاثر ہوں۔علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

"منصور، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر تم اہلِ کتاب میں سے کسی آدمی کی تعزیت کرو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور اولاد کو بڑھائے اور تمہاری زندگی یا عمر لمبی کرے۔"[8]

ہمارے محلہ داروں میں سے اگر کوئی عیسائی مر جائے تو ہم اس سے محلے داری کی وجہ سے انسانی ہمدردی کے تحت اس سے تعزیت کر سکتے ہیں۔کیونکہ ہمارے ملک میں عیسائی موجود ہیں اور ان سے ہمارے معاشرتی تعلقات بھی ہیں۔

- اہل کتاب کے جنازہ کا احترام کرنا

---

8. Ibn Qayyam, abu Abdullah Muhammad b abu bakar, Akhkam ahluzimmah, (Bairoot: dar ibn Hazam1997),v.1, p.427
9. Ibn Qayyam, v.1, p.427
10. Ibn Qayyam,v.1, p.427

تعزیت اور تیمارداری کے ساتھ ہم اہل کتاب کے جنازوں میں بھی ان کی تالیفِ قلبی کے لئے شریک ہوسکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور صحابہ کرام کے معاملات سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار اہلِ کتاب میں سے ہو اور وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کی جاسکتی ہے البتہ اس کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن کعب بن مالک اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ:

"قیس بن شماس نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میری ماں نصرانیہ تھی اور وہ فوت ہوگئی ہے۔ قیس بن شماس کی خواہش تھی کہ وہ اپنی والدہ کے جنازے میں شریک ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ اور اس کے آگے آگے چلتے رہو۔"[9]

اس فرمانِ رسول ﷺ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہم اہلِ کتاب کے جنازے میں ان کی تالیفِ قلبی کے لئے شریک ہوسکتے ہیں مگر ہمیں جنازے سے آگے آگے چلنا چاہیے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے قیس بن شماس سے فرمایا تھا کہ جنازے کے آگے آگے چلنا۔

اسی طرح عامر بن شقیق، ابو وائل سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میری ماں عیسائیت کی حالت میں فوت ہوگئی تو میں حضرت عمر کے پاس آیا اور ان سے ماں کے جنازے میں شرکت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"اس کے جنازے میں اپنی سواری پر سوار ہو کر جاؤ اور اس کے آگے چلو۔"[10]

سیدنا عمر نے بھی یہاں عیسائی کے جنازے میں شرکت کی اجازت دی مگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جنازے سے آگے آگے چلنا ہے۔ اسی طرح سعید بن جبیر نے بھی حضرت عبد اللہ ابن عباس سے سوال کیا:

"میں نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس کا باپ نصرانی تھا اور وہ فوت ہوگیا ہو۔ آپ نے فرمایا: وہ اس کے جنازے میں شریک ہو اور اسے

11. Dar Qutni, abu Alhasan Ali b Umer b b Ahmad Mehdi, Sunan Dar Qutni, (Labnan, dar al fiker,1966),v.2, p.75

12. Ibn Khalal, Ahmad b Muhammad b Haroon, Ahkam ahl e milal min aljamea lemasaail al imam Ahmad b Hanbal,(Bairoot: dar al kutab al elmia, 1994), p.218

دفنانے میں بھی حصہ لے۔"[11]

اہلِ کتاب یقیناً مشرکین سے بہتر ہیں۔اسلام تو مشرکین کے ساتھ بھی دلجوئی کی غرض سے حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے اور اسی کے تحت ان کے جنازوں میں جانے کی اجازت بھی ہے۔جیسا کہ محمد بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ:

يُشَيِّعُ الْمُسْلِمُ جِنَازَةَ الْمُشْرِكِ؟ قَالَ نَعَمْ۔[12]

یعنی مسلمان کسی مشرک کے جنازے کے ساتھ چلے تو یہ کیسا ہے؟انہوں نے فرمایا کہ درست ہے۔

لہٰذا مسلمان اگر کسی مشرک کے جنازہ میں انسانی ہمدردی کے تحت شریک ہو سکتا ہے تو اہلِ کتاب کے جنازے میں تو بدرجہِ اتم شامل ہو سکتا ہے۔ہاں ان کی کسی مذہبی رسومات میں شریک نہیں ہو سکتا۔اور صرف اظہارِ ہمدردی کے لئے ساتھ ساتھ چل سکتا ہے یا تعزیت کے الفاظ ادا کر سکتا ہے۔

- **اہلِ کتاب کے ساتھ حسن سلوک**

قرآن مجید نے اہلِ کتاب کے ساتھ حُسن سلوک کا حکم دیا ہے۔مسلمان جب بھی اہلِ کتاب کے ساتھ بات کریں تو حکمت کے تحت عمدہ اور حسین انداز میں کریں۔اہلِ کتاب کے ساتھ جھگڑا کرنے کی اسلام نے اجازت نہیں دی ہے البتہ ان میں سے جو ظالم ہیں ان کا حکم الگ ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ[13]

یعنی اور اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسا طریقہ جو بہترین ہو سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا، اور ان سے کہہ دو کہ ہم اس (کتاب) پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے اور تمہاری طرف نازل کی گئی تھی اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنوں اور بیگانوں سب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔اہلِ کتاب ہمارے ساتھ کسی نہ کسی بات پر مطابقت رکھتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ باقی غیر مسلموں کی نسبت زیادہ بہتر سلوک روا رکھنے کا حکم ہے۔رسول

---

13. Ibn Khalal, p.220
14. Ibn Khalal, p.218
15. Al-Quran, 29:46

اللہ ﷺ نے بھی اہلِ کتاب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ اہلِ کتاب کے جنازہ کا احترام کرنے کا حکم بھی آپ ﷺ نے دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے فرمایا:

"ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! یہ تو کسی یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو کھڑے ہو جایا کرو (جنازہ خواہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے کا کیوں نہ ہو)۔"[14]

اسلام کے دور اوائل سے لے کر آج تک ہمارے معاشرتی تعلقات اہلِ کتاب کے ساتھ ہیں۔ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم تعلیماتِ قرآنی کی روشنی میں اہلِ کتاب کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آئیں اوران کے ساتھ معاملات نیکی کے ساتھ روا رکھیں۔ ہاں البتہ ان میں سے جو باغی ہوں ان کے احکام اور ہیں۔

- **اہلِ کتاب کے ساتھ عدل وانصاف**

اہلِ کتاب میں سے جو لوگ امن پسند ہوں اور اسلام کے خلاف کسی جھگڑے اور فساد میں شریک نہ ہوں تو قرآن مجید ایسے اہلِ کتاب کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ استوار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ عدل ہی نظام کی بقاء کا ضامن ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ [15]

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور ان سے عدل وانصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی اہلِ کتاب کے معاملہ سختی سے عدل وانصاف فرمانے والے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن بیلمانی بیان کرتے ہیں کہ:

16. Muslim, abu al Hussain b al hajjaj b muslim al qushairi, Sahih Muslim,(Bairoot: dar ahya aturas,),v.2, p.600

17. Al-Quran, 60:8

" ایک مسلمان نے اہل کتاب میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا، مقدمہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق ادا کرنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے (قصاصاً) حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔"[16]

گویا اہلِ کتاب کے جان و مال کی حفاظت کرنا، عدل و انصاف کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کریم ﷺ کے معاملات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف ان کی عزت کرنے کا حکم دیا بلکہ ان کے جنازوں کا احترام کر کے دکھایا۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک اہلِ کتاب مسلمانوں کے خلاف کھل کر عداوت پر نہیں اُتر آتے ہم ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں گے۔

- **اہل کتاب کو مذہبی آزادی**

قرآن مجید نے اہلِ کتاب کے ساتھ اسلام لانے کے بارے میں جبر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو دعوت دو حکمت اور نرمی کے ساتھ کیونکہ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہی حکم دیا کہ آپ اہل کتاب کو اپنے درمیان نقطۂ وحدت پر بلائیں جو کہ توحید ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کی ذات میں کسی کو بھی شریک نہیں کریں گے۔ باقی مذہبی معاملات میں اہلِ کتاب کو مکمل آزادی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ [17]

یعنی (مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے) کہہ دو کہ: اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہم تم میں مشترک ہو، (اور وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو: گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

---

18. Behqi, abu bakar Ahmad b Hussain b Ali, Al Sunan al kubra,(Madinah Munawwarah: maktabah al dar,1989), v.8, p.30

19. Al-Quran, 3:64

یہ آیت کریمہ آج بھی اہلِ کتاب کو دعوت دے رہی ہے کہ آؤ اللہ تعالیٰ کی توحید پر متفق ہو جاؤ اور خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اس بات کو بیان فرمادیا ہے کہ اطاعتِ شریعت میں تم کسی پر جبر نہیں کرسکتے۔ دنیا جزاء و سزا کے لئے نہیں ہے بلکہ دنیا میں تمہیں آزادی ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ ہے جو کچھ تم نے دنیا میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جبکہ ہم اسلام قبول کرنے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کرسکتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا[18]

یعنی اور (اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجیے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے آچکا ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کافر رہے، ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی اہلِ کتاب کو مذہبی اعتبار سے مکمل آزادی دی ہے اور یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی ذمی کا حق تلف کروگے تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے مدعی بن جاؤں گا۔ جیسا کہ امام بیہقی نے نقل کیا ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! جس نے کسی معاہد (ذمی) پر ظلم کیا یا اُس کے (سیاسی، مذہبی، سماجی، معاشی و معاشرتی حقوق میں سے کسی) حق میں کمی کی یا اسے کوئی ایسا کام دیا جو اُس کی طاقت سے باہر ہو یا اُس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز اُس سے لے لی تو قیامت کے دن میں اُس (غیر مسلم) کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔"[19]

رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہدِ پاک میں مسجد نبوی میں نجران کے وفد کو جگہ دی اور وہیں انہوں نے اپنی مذہبی رسومات بھی ادا کیں۔ اسی طرح سیدنا عمر فاروق کے عہد میں اہلِ ایلیا کو امان دی گئی جس کی عبارت کا مفہوم کچھ یوں ہے:

"یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر بن خطاب نے اہلِ ایلیا کو دی ہے۔ ان کی جانوں، ان کے اموال، ان کے کلیساؤں، ان کی صلیبوں، ان کے بیماروں، ان کے صحت مندوں اور ان کی ساری ملت کو امان دی جائے۔ ان کے گرجوں میں نہ رہائش رکھی جائے گی

---

20. Al-Quran, 18:29

21.Behqi, v.9, p.205

نہ گرایا جائے گا اور نہ ہی ان میں کوئی کمی کی
جائے گی۔"[20]

معلوم ہوا کہ اگر ان کے علاقوں کو مسلمان فتح کر کے ان سے معاہدہ کر لیں تو ان کو مذہبی طور پر مکمل آزادی دی جائے گی۔ہاں البتہ اگر یہ اپنی مذہبی آزادی کا ناجائز استعمال کریں اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کریں تو پھر ان کی سرکوبی کی جائے گی۔

- اہل کتاب کا ذبیحہ

حلال جانوروں کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر ان پر عند الذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو تم ان کو کھا سکتے ہو اور اگر کسی غیر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہے۔اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ [21]

یعنی آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور ان لوگوں کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے جنہیں (الہامی) کتاب دی گئی ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔

" عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں " **طعامهم** " سے مراد " **ذبائحهم** " ہے۔"[22]

امام ابن کثیرؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عبد اللہ ابن عباس اور ابو امامہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطا، حسن بصری، مکحول، ابراہیم النخعی، السدی اور مقاتل بن حیان جیسے حضرات نے اہلِ کتاب کے طعام سے مراد ان کا ذبیحہ لیا ہے۔اور اس مسئلے پر تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔"[23]

اس آیت کریمہ میں طعام سے مراد اہلِ کتاب کا ذبیحہ ہی ہے کیونکہ دیگر حلال کھانوں (روٹی، تیل اور روغنیات

22.Tabri,abu jafar Muhammad b jarir, tareekh al Umam wa al malook, (bairoot: 1407), v.2, p.449
23. Al-Quran, 5:5
24. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, 1981), v.5,p.2097
25. Ibn e kasir, abu al fida Ismail b Umar b kasir,Tafseer al Quran al azeem,(bairoot:dar al marifa, 1980),v.2, p.20

وغیرہ) میں تو اختلاف ہے ہی نہیں۔علامہ جصاص رازی کا بھی یہی قول ہے کہ ذبیحہ کے علاوہ کسی اور کھانے میں اختلاف نہیں اور قرآن مجید میں صراحتاً حکم کی وجہ سے ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔علامہ جصاص رازی نے اہلِ کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے کی ایک مثال بھی دی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی عورت نے بکری کا سالن تحفے میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اس سے کچھ تناول فرمایا مگر سوال نہیں فرمایا کہ کیا اسے مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کسی یہودی نے؟(24)

یہ بات تو واضح ہے کہ صحابہ کرام و تابعین اور ائمہ سلف و خلف کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ عند الذبح اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیں تو کیا وہ حلال ہو گا؟اس میں بعض نے اختلاف کیا ہے لیکن اکثر نے اس ذبیحہ کو بھی حلال قرار دیا ہے جس پر اہلِ کتاب نے غیر اللہ کا نام لیا ہو۔ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے عقائد، اعمال اور جانور ذبح کرنے کے طریقہ سے آگاہ ہونے کے باوجود ان کا ذبیحہ حلال قرار دیا ہے تو ہمیں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔کیونکہ اس سے ملتا جلتا ایک قول سیدہ عائشہ صدیقہ □ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ !لوگوں کو ابھی شرک چھوڑے زیادہ وقت نہیں ہوا،وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے یا نہیں۔کیا ہم اسے کھالیا کریں؟رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھالو۔"[25]

اس سے معلوم یہ ہوا کہ اگر کسی کا بسم اللہ کہنا عند الذبح معلوم نہ ہو تو ہم تناول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کریں تا کہ ہماری طرف سے احتیاط کا پہلو ہاتھ سے نہ جائے۔

قاضی ثناء اللہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ امام شعبی اور عطاء سے اس ذبیحہ کے بارے میں سوال کیا گیا جس پر عند الذبح حضرت عیسیٰ کا نام لیا گیا تھا کہ آیا وہ حلال ہے یا حرام؟اس پر انہوں نے جواب دیا:ایسا ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے ذبح کو حلال قرار دیا ہے جبکہ اس کے علم میں ہے کہ عیسائی ذبح کے وقت کیا کہتے ہیں۔اسی طرح امام حسن بصری نے فرمایا کہ اگر کوئی یہودی یا عیسائی ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لے اور تم سن رہے ہو تو اسے نہ کھاؤ اور اگر تمہاری عدم موجودگی میں ذبح کیا گیا ہو تو پھر کھالو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے

26. Jasas, Ahmad b Ali al Razi abu bakar, Akhkam ul Quran, (bairoot:dar al ahya al turas, 1405),v.3, p.322
27. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, 1981), v.6, p.2692

حلال قرار دیا ہے۔[26]

معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب کے تمام کھانے اور ذبیحہ ائمہ اہلِ اسلام کے نزدیک بالاتفاق جائز ہیں۔ جزوی اعتبار سے چند اختلاف ضرور ہیں جیسے کہ اگر اہلِ کتاب عند الذبح غیر اللہ کا نام لیں تو کیا وہ حلال ہے یا حرام؟ اس کا حل یہ نکلا کہ اگر مسلمان خود اس کو سُنے تو احتیاط کرے نہ کھائے اور اگر خود نہ سُنا ہو تو تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں حُسن ظن سے کام لیتے ہوئے تناول کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب مطلقاً ہمارے لئے اہلِ کتاب کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے تو ہمیں اس حکم کو مقید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ احتیاط کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مسلم ممالک میں مسلمان کا ذبیحہ ہی کھانا چاہیے اور غیر مسلم ممالک میں اہلِ کتاب کا ذبیحہ ضرورت اور مجبوری کے پیشِ نظر کھایا جاسکتا ہے۔

- **اہل کتاب سے ازدواجی تعلقات کا قرآنی حکم**

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید نے خود ان کے فاسد عقائد کا ذکر کیا ہے پھر بھی نکاح کے معاملے میں ان کے ساتھ تعلقات کی اجازت دی ہے۔ اس حکم کی ایک حکمت یہ ہے کہ اہلِ کتاب کی مسلمانوں کے ساتھ قربت اور مشابہت ہے اور جب مسلمان مرد اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کرکے ان کے ساتھ نرمی کا سلوک روا رکھیں گے تو غالب گمان یہ ہے کہ اس سے ان کی طبیعت میں میلان پیدا ہوگا اور وہ اسلام قبول کرلیں گی۔ اہلِ کتاب کے ساتھ نکاح کا جواز اس آیتِ کریمہ کے تحت پیش کیا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ[27]

اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (تمہارے لئے حلال ہیں) جبکہ تم نے ان کو نکاح کی حفاظت میں لانے کے لیے ان کے مہر دے دیے ہوں، نہ تو (بغیر نکاح کے) صرف ہوس نکالنا مقصود ہو اور نہ خفیہ آشنائی پیدا کرنا۔ اور جو شخص ایمان سے انکار کرے اس کا سارا کیا دھرا غارت ہوجائے گا اور آخرت میں اس کا شمار خسارہ اٹھانے والوں میں ہوگا۔

28. Qazi Sana Ullah, Muhammad Pani Patti, Al Tafseer al Mazhari, (bairoot: dar al ahya al turas), v.3, p.7
29. Al-Quran, 5:5

قرآن مجید کے اس واضح حکم کے تحت صحابہ کرام کی ایک جماعت کتابیہ سے نکاح کے جواز پر متفق تھی۔ علامہ جصاص رازی لکھتے ہیں کہ صحابہ نہ صرف کتابیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر متفق تھے بلکہ بعض صحابہ نے عملاً نکاح بھی کئے ہوئے تھے۔ جن میں سے حضرت عثمان نے نائلہ بنتِ فرافصہ (جس کا تعلق قبیلہ بنو کلب سے تھا)، حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے ایک یہودی عورت (جو ملکِ شام سے تھی)، حضرت حذیفہ بن یمان اور کعب بن مالک نے یہودی عورتوں سے شادی کی تھی۔ تابعین میں سے حسن بصری، ابراہیم نخعی اور شعبی کتابیہ کے ساتھ نکاح کے جواز کے قائل تھے۔[28]

نکاح کی حلت پر تو سارے صحابہ متفق تھے البتہ بعض صحابہ اس کو ناپسند کرتے تھے جیسا کہ سیدنا عمر فاروق کے بارے میں ہے کہ آپ کتابیہ سے نکاح کو ناپسند کرتے تھے بلکہ آپ نے تو حضرت حذیفہ بن یمان کو ہدایت جاری کی تھی کہ وہ یہودی عورت کو طلاق دے دیں۔ لیکن یہ بات بھی طے ہے کہ حضرت عمر نے نص قرآنی کے ہوتے ہوئے یہ حکم کسی خاص وجہ اور سبب کی بنا پر دیا تھا اور وہ یہ تھا کہ مسلمان عورت کے ہوتے ہوئے کسی کتابیہ سے شادی کرنا مسلمان عورتوں کے لئے باعثِ فتنہ و فساد تھا۔ ویسے بھی نکاح پوری دیکھ بھال کے بعد کرنا عینِ حکمت ہے۔ علامہ جصاص رازی نے سیدنا عمر کا کتابیہ سے نکاح کو ناپسند کرنے کا معاملہ انہی الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ کتابیہ سے شادی کو حرام نہیں سمجھتے تھے بلکہ محض متوقع فتنے کے باعث منع کرتے تھے۔ علامہ جصاص مزید لکھتے ہیں کہ:

> ”حماد کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے یہودی اور عیسائی عورتوں کے ساتھ نکاح کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ارشاد فرمایا ہے کہ: مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ کہنے لگے: اس سے بت پرست اور مجوسی عورتیں مراد ہیں۔“[29]

قرآنی آیات اور صحابہ کرام کے معمولات سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب شریف عورت سے نکاح جائز ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں اسے ناپسند کیا گیا ہے مگر حرام نہیں قرار دیا گیا۔ جہاں مسلمان عورت سے نکاح کی کوئی ممکنہ صورت نہ ہو اور کتابیہ سے نکاح آسان ہو تو ایسی صورتِ حال میں کتابیہ سے نکاح جائز ہے اور مسلمان عورت کے ہوتے ہوئے کتابیہ سے نکاح میں اجتناب کرنا چاہیے تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

---

30. Jasas, Ahmad b Ali al Razi abu bakar, Akhkam ul Quran, v.3, p.325
31. Jasas, Ahmad b Ali al Razi abu bakar, Akhkam ul Quran, v.3, p.325

خلاصہ بحث اور تجاویزات:

دورِ حاضر میں امن و امان کی اشد ضرورت ہے کیونکہ دور جدید میں مہلک ترین ایٹمی ہتھیاروں کی کوئی کمی نہیں اور ذراسی بے احتیاطی سے Global Village میں بہت بڑی تباہی ہو سکتی ہے۔اس ہولناک تباہی سے بچنے اور امن کی بقاکے لیے بین المذاہب ہم آہنگی (خاص کر اہلِ کتاب کے ساتھ) بہت ضروری ہے۔اسلام بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کو بڑی اہمیت دیتاہے اور مختلف ادیان خصوصاً الہامی ادیان کو احترام کی نظر سے دیکھتاہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری اسی صورت میں ہوگی جب مذہبی آزادی ہو اور رواداری کا مظاہرہ ہو اور بانیان مذاہب کا احترام ہو کیونکہ زور زبردستی سے کسی کے خیال وفکر اور عقیدے کو تبدیل کرنا ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دعوت کے سلسلے میں حکمت اختیار کرنے کا درس دیاہے،ارشاد فرمایا:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [30]

یعنی اے نبی ﷺ !اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ۔

بین المذاہب ہم آہنگی جو امن عالم کے لیے ضروری ہے اس وقت پیدا ہوگی جب ہم دوسروں کے مذہب وعقیدہ اور راہنماؤں کی عزت واحترام کریں گے۔اور جس طرح امن وسلامتی اور سیاسی مفادات کے حصول کی خاطر آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیادیں رکھ کر غیر اقوام وملل سے معاہدات کیے اسی طرح ہم بھی حکمت ودانائی کا مظاہرہ کریں۔جہاں کہیں مسلمان اور دیگر اہلِ کتاب مل کر اکھٹے رہتے ہوں وہاں ایک دوسرے کے معاشرتی،اخلاقی و معاشی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔اور بین المذاہب ہم آہنگی جو دنیائے عالم کے امن وسلامتی کے لیے ایک اہم ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے،اس کے لئے ہمیں چند مزید اقدامات کرنے ہونگے:

- اہلِ کتاب کے ساتھ مکالمہ کے لیے پاکستان میں موجود غیر مسلم آبادی کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے اور ان کے دل سے اِحساسِ محرومی ختم کرنے کے لیے مسلم و غیر مسلم ڈائیلاگ فورم کا قیام عمل میں لایا جائے۔
- نصابی اصلاحات کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسا نصاب تشکیل دیا جائے جو نسلِ نو کو بین المذاہب ہم آہنگی کی تعلیم دے اور بجائے بدامنی کے احترام و محبت کو فروغ دیا جائے۔اور مدارس میں ایسے علماء تیار کیے جائیں جو علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم معاشیات، سیاسیات، ریاضی اور طبعیات کے

[3]2. Al-Quran, 16:125

بھی ماہر ہوں۔

- ❖ پاکستانی قانون ساز اسمبلی کو چاہیے کہ تمام قوانین کا جائزہ لے کر انہیں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے۔اور پاکستانی مجلس قانون ساز میں ہر مکتب فکر کے ماہر اور جدید وقدیم علوم پر عبور رکھنے والے ماہرین کو بھرپور نمائندگی دی جائے۔

بین مذاہب ہم آہنگی میں میڈیا بھی فعال کردار ادا کر سکتا ہے۔الہامی ادیان کے درمیان نفرت ودوری ختم کرنے، ان کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے، مغربی دنیا اور اسلام کے مابین یگانگت، مفاہمت، وحدت، امن وآشتی کے قیام کے لئے میڈیا کو چاہیے کہ وہ ایسا مواد جو شر پھیلانے والا ہو اس کو نہ پھیلائے بلکہ فروغِ امن کے لئے پیغامات کا سلسلہ جاری کرے اور اس شعور کو لوگوں کے درمیان اجاگر کرنے کے لئے ہر مثبت اقدام اُٹھائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)